بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ٹیلیفون نمبر ۱۹ — رجسٹرڈ نمبر ایل ۳۵

روزنامہ الفضل قادیان

ایڈیٹر رحمت اللہ خان شاکر —— یوم جمعۃ المبارک

جلد ۳۱ | یکم ماہ صلح ۱۳۲۲ ہش | ۲۳ ذوالحجہ ۱۳۶۱ ھ | یکم جنوری ۱۹۴۳ء | نمبر ۱

مدینۃ المسیح

قادیان ۳۰ ماہ فتح ۱۳۲۱ ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق پونے چھ بجے شام کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کو نزلہ کھانسی اور نقرس کے درد میں قدرے کمی ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعا جاری رکھیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت ہنوز ناساز ہے۔ احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کے لئے دعا کریں۔

خان صاحب منشی برکت علی صاحب جوائنٹ ناظر بیت المال اپنی رخصت سے واپس آ گئے ہیں۔ اور کام شروع کر دیا ہے۔

روزنامہ الفضل قادیان —— ۲۳ ذوالحجہ ۱۳۶۱ھ

زمینی و آسمانی تحریکات میں فرق

حکومت ہند کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ تحریک خاکساران پر جو پابندیاں عائد کی گئی تھیں۔ وہ واپس لے لی گئی ہیں۔ اور اس تحریک کے قائد جناب مشرقی کی نظر بندی کے احکام منسوخ کر دیئے گئے ہیں۔ حکومت کے ان احکام میں تبدیلی کی بنا رقائد خاکساران کا وہ ہدایت نامہ ہے۔ جو انہوں نے خاکساروں کے نام جاری کیا ہے۔ کہ

"دوران جنگ میں وہ کسی قسم کی وردی نہ پہنیں۔ اس تحریک کا امتیازی نشان اخوت بھی نہ لگائیں۔ بیلچہ یا کوئی اور ہتھیار نہ اٹھائیں۔ کسی قسم کی ڈرل نہ کریں۔ اور ان ہدایات کی پابندی کرتے ہوئے روزانہ اور ہفتہ واری سوشل سروس انفرادی طور پر کریں!"

ہم اس تحریک پر کوئی تبصرہ کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ یہ تحریک اچھی ہے۔ یا بری۔ اس پر بحث ہمارے موضوع سے خارج ہے۔ اسی طرح حکومت اور خاکساروں میں گزشتہ چند سالوں میں جو کشمکش رہی ہے۔ اس کی تفاصیل میں جانے اور ان پر رائے زنی کرنا بھی اس وقت مناسب نہیں۔ اچھا ہوا۔ کہ یہ کشمکش ختم ہوئی۔ ہم ان سطور میں اہل انصاف کے غور کے لئے وہ فرق رکھنا چاہتے ہیں۔ جو زمینی اور آسمانی تحریکات میں ہوتا ہے اور جسے اس واقعہ نے واضح کر دیا ہے

ہم مان لیتے ہیں۔ کہ یہ تحریک اچھی تھی۔ اس سے ملک و ملت کے کوئی فوائد بھی وابستہ ہونگے۔ لیکن حکومت کو صحیح یا غلط طور پر اس کے متعلق بعض شکوک و شبہات پیدا ہوئے جس پر دونوں میں ایک کشمکش کا آغاز ہوا جس سے بعض خطرناک نتائج بھی پیدا ہوئے۔ اور جو آخر اس پر منتج ہوئی۔ کہ اس تحریک سے تعلق رکھنے والوں کے لئے جو امتیازی نشانات اور خاص علامات تھیں۔ ان کے قائد نے انہیں خود بخود ترک کرنے کا حکم دے دیا۔ اور اس طرح گویا جہاں تک اس تحریک کے اجتماعی پہلو کا تعلق ہے۔ اس کا خاتمہ سمجھنا چاہیئے۔ اب خاکساری صرف اس حد تک محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ کہ اس سے دلچسپی اور عقیدت رکھنے والے روزانہ اور ہفتہ واری سوشل سروس انفرادی طور پر کریں۔ اور ظاہر ہے۔ کہ یہ انفرادی طور پر سوشل سروس کسی تحریک کے وجود کے لئے کافی نہیں سمجھی جا سکتی۔ انفرادی طور پر سوشل سروس لوگ پہلے بھی کرتے تھے۔ اب بھی کرتے ہیں۔ اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔ خاکساروں کی امتیازی خصوصیات ہی اس تحریک کے وجود کا ثبوت ہو سکتی تھیں۔ جو اس کے قائد کے ہاتھوں خود مٹا دی گئیں۔

اس واقعہ کو دیکھ کر ہمیں وہ زمانہ یاد آ گیا۔ جب آج سے چند سال قبل حکومت سے تعلق رکھنے والے بعض عناصر جماعت احمدیہ کی تنظیم کو توڑنے اور اسے منتشر کر دینے کے عزائم کے ساتھ میدان میں اترے۔ اور ان کے ساتھ پبلک کا وہ طبقہ بھی مل گیا۔ جو ملک بھر میں شورش پیدا کرنے اور ہنگامہ آرائی میں اپنا ثانی نہ رکھتا تھا۔ اور اس نے ملک بھر میں جماعت احمدیہ کے خلاف ایک ہنگامہ اور مخالفت کا شدید طوفان پیدا کر دیا اور ایسے ایسے نازک مواقع پیدا کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ بلکہ کئی بار پیدا کر دیئے گئے۔ کہ جن سے سمجھا جاتا تھا کہ ذمہ دار افسران کو جماعت کے خلاف انتہائی اقدام کرنے کے لئے وجہ جواز مل جائیگی۔ تحریک خاکساران کی مخالفت حکومت کی طرف سے ہوئی۔ لیکن مسلمان پبلک کو عام طور پر اس سے ہمدردی تھی۔ اور وہ اس تحریک کے ساتھ تعلق رکھنے والوں پر سختی پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتی رہتی تھی۔ لیکن جماعت احمدیہ کے خلاف شورش کے ایام میں جہاں حکومت کے بعض افسر اسے نقصان پہنچانے پر تلے ہوئے تھے۔ وہاں نہ صرف مسلمان بلکہ غیر مسلم پبلک کا بھی اچھا خاصہ حصہ طوعاً و کرہاً اس نقصان رسانی کے لئے بے تاب اور اس کے لئے ہر جائز و ناجائز ذریعہ اختیار کر رہا تھا۔ غرضیکہ یہ ایک زبردست کشمکش تھی۔ جو سالہا سال تک جاری رہی۔ اور ظاہر پر نظر رکھنے والے اس کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ کی تباہی کے خواب دیکھ رہے تھے۔ لیکن آج انجام سب کے سامنے ہے حکومت کے ان افسران کو آخر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ اور مجلس احرار جس کے قائد نے جماعت احمدیہ کو مٹا دینے کا چیلنج دیا تھا۔ آج ناکامی و نامرادی کے پردہ میں چھپ چکی ہے۔ اور خود اس سے تعلق رکھنے والے برملا اس کا اعتراف کر رہے ہیں۔

دونوں میں یہ فرق کیوں ہے۔ ہم تحریک خاکساران اور اس کے قائد کے لئے اپنے دل میں عزت و احترام کے جذبات رکھتے ہوئے اس حقیقت کا اظہار کرنے پر مجبور ہیں۔ کہ یہ فرق اسی وجہ سے ہے کہ جماعت احمدیہ کو اللہ تعالے نے جس شخص کی قیادت عطا فرمائی ہے وہ براہ راست اس سے تعلق رکھنے والا ہے۔ اور اس کا مقرر کردہ خلیفہ ہونے کی وجہ سے اسے اس کی خاص نصرت اور راہ نمائی حاصل ہے جس قسم کے نازک دور تحریک خاکساران پر آئے۔ اور جن کا نتیجہ آج ہمارے سامنے ہے۔ اس سے کہیں زیادہ نازک ایام جماعت احمدیہ پر آئے۔ اور کئی بار آئے لیکن نتیجہ میں اختلاف کی وجہ صرف یہ ہے کہ جناب مشرقی اعلےٰ درجہ کی قابلیت اور لیاقت رکھتے۔ ایک تجربہ کار و کہنہ مشق لیڈر ہونے کے باوجود اللہ تعالے کی طرف سے تائید و نصرت کی نعمت سے محروم تھے۔

ہندوستان کی جماعتوں کا شکریہ اور بیرون ہند کی جماعتوں سے گزارش

اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور اس کی دی ہوئی توفیق سے ہندوستان کی اکثر جماعتیں اور افراد وہ قابل تعریف اور شاندار قربانیوں کا نمونہ اپنے امام کے حضور پیش کر رہے ہیں۔ جو مومنوں کی شان کے شایاں ہے۔ یہ ایک بیّن ثبوت ہے ان کے اخلاص کار۔ میں تحریک جدید کی طرف سے ان تمام جماعتوں اور افراد کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور ان کو ان کی قربانی پر جزاکم اللہ احسن الجزاء کہتے ہوئے عرض کرتا ہوں۔ کہ میں نے عہدہ داران کے نام حضرت کے حضور دعا کے لئے پیش کر دیئے ہیں جو جماعتیں اپنے مکمل وعدے حضور کے پیش کر چکی ہیں۔ ان سے گزارش ہے وہ انہیں سو فیصدی پورا کرنے کی طرف توجہ فرمائیں۔ اور نوٹ فرمائیں۔ کہ ۳۱ مارچ ۱۹۴۲ء تک کی ادائیگی ان کو سابقون الاولون کی پہلی فہرست میں شامل کرے گی۔ اور وہ جماعتیں اور افراد جن کے وعدے تاحال حضور کے پیش نہیں ہوئے۔ وہ اب غفلت اور سستی کو چستی سے بدل دیں۔ اور سال نہم کے وعدے جلد سے جلد حضور کے پیش کر لیں۔

اسی سلسلہ میں یہ بات بھی قابل نوٹ ہے کہ سال نہم میں جس طرح ہندوستان کی جماعتوں اور افراد نے قابل تعریف قربانی اپنے امام کے حضور پیش کی ہے۔ اسی طرح بیرون ہند کے احباب بھی خطبہ پڑھ کر شاندار قربانی کریں گے۔ جس کی ایک مومن۔ مخلص اور ایماندار بندے سے امید ہونی چاہیئے۔

اس وقت تک بیرون ہند کے جو وعدے حضور کے پیش ہوئے ہیں قابل رشک ہیں چنانچہ جمعدار سید مختار احمد شاہ صاحب نے سال ہشتم میں ۳۰ روپے دیئے۔ سال نہم میں آپ نے خطبہ پڑھ کر ۱۰۰ کا وعدہ پیش حضور کیا۔ ڈاکٹر عبدالکریم صاحب نے جو تھوڑے عرصہ سے پاس ہو کر گئے ہیں۔ گزشتہ سال ۴۰ روپے دیئے تھے۔ سال نہم میں ۲۱۰ روپے کا وعدہ ہے۔ پیر عنایت اللہ صاحب پسر محمد عبداللہ صاحب گولیکی نے سال نہم میں اپنی دو ماہ کی آمد ۸۰ روپے کا وعدہ کیا۔ اور ان کے والد صاحب نے کہا۔ کہ میں اپنے بیٹے کی طرف سے یہ رقم ۳۱ مئی تک پوری کرنے کی کوشش کروں گا۔ سب سے بڑی بات میرے لئے یہ ہے۔ کہ حضور سمندر پار جانے والوں کے لئے دعا فرمائیں گے۔ اس میں میرے بچہ کا نام بھی آجائے۔

مکرمی ڈاکٹر محمد الدین صاحب پنشنر محلہ دارالبرکات اپنی ملازمت والی رقم پر اضافہ کر رہے ہیں۔ ان کے فرزند مبارک احمد صاحب نے سال ہشتم میں وعدہ کیا۔ کہ میں دو ماہ کی آمد چندہ تحریک جدید میں دوں گا۔ چنانچہ آپ نے اپنی دو ماہ کی آمد ۱۱۲ روپے سال ہشتم ادا کی۔ اور سال نہم کے وقت اللہ تعالےٰ نے ان کو اور ترقی عطا فرما دی۔ آپ نے سال نہم میں ۲۰۰ روپے کا وعدہ کیا۔ محمد اسمٰعیل صاحب معتبر نے گزشتہ سال ۹۵ روپے کی رقم ادا کی تھی۔ اس سال نہم کے لئے ۲۰۰ کا وعدہ ہے۔ جو گزشتہ سال سے ڈبل سے زیادہ ہے۔

اللہ تعالےٰ ان سب کی قربانیوں کو قبول فرمائے۔ اور نعم البدل دے۔ اور بیرون ہند کی ہر جماعت اور براہ راست وعدہ کرنے والے دوستوں کو یاد رہنا چاہیئے۔ کہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد یہ ہے۔

"کئی لوگ ایسے ہیں جن کی دو دو سو روپیہ تنخواہ ہے۔ مگر انہوں نے دس یا بیس روپیہ چندہ دیا ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے بھی وقت ہے۔ کہ وہ اپنی کمی کو پورا کر لیں۔ یاد رکھو جیسا کام نہیں آسکتا۔ معتز کام آتا ہے۔ اسی طرح نام کام نہیں آسکتا۔ حقیقت کام دے سکتی ہے۔" پس وہ افراد بھی جن کی قربانی کی نسبت ان کی آمد کے مقابلہ میں سست ہے کوشش کریں۔ کہ کم سے کم ان کی ایک ماہ کی آمد سے تجاوز کر جائے۔ اللہ تعالےٰ توفیق دے آمین۔ خاکسار فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

درازی عمر کا بہترین نسخہ

"انسان اگر چاہتا ہے۔ کہ اپنی عمر بڑھائے اور لمبی عمر پائے۔ تو اس کو چاہیئے۔ کہ جہاں تک ہو سکے۔ خالص دین کے واسطے اپنی عمر کو وقف کرے۔ یہ یاد رکھے کہ خدا تعالےٰ سے دھوکا نہیں چلتا۔ جو اللہ تعالےٰ کو دغا دیتا ہے۔ وہ یاد رکھے کہ اپنے نفس کو دغا دیتا ہے۔ وہ اس کی پاداش میں ہلاک ہو جائے گا۔ اللہ تعالےٰ کے نزدیک جب تک زندگی بڑھانے کے لئے اس کے خلوص اور وفاداری کا کوئی جذبہ نہ ہو۔ کچھ پروا نہیں کی جاتی۔ پس عمر بڑھانے کا اس سے بہتر کوئی نسخہ نہیں ہے۔ کہ انسان خلوص اور وفاداری کے ساتھ اعلائے کلمۃ الاسلام میں مصروف ہو جائے۔ اور خدمت دین میں لگ جائے۔ اور آج کل یہ نسخہ بہت ہی کارگر ہے۔ کیونکہ دین کو آج ایسے مخلص خادموں کی ضرورت ہے۔ اگر یہ بات نہیں ہے۔ تو پھر عمر کا کوئی ذمہ وار نہیں ہے۔ یونہی چلی جاتی ہے۔

ایک صحابی کا ذکر ہے۔ کہ اس کے ایک تیر لگا۔ اور اس سے خون جاری ہو گیا اس نے دعا کی کہ اے اللہ عمر کی تو مجھے کوئی غرض نہیں ہے۔ البتہ میں یہود کا انتقام دیکھنا چاہتا تھا۔ جنہوں نے اس قدر اذیتیں اور تکلیفیں دی ہیں۔ لکھا ہے۔ کہ اسی وقت اس کا خون بند ہو گیا۔ جب تک کہ وہ یہود ہلاک نہ ہوئے۔ اور جب وہ ہلاک ہو گئے تو خون جاری ہو گیا۔ اور اس کا انتقال ہو گیا۔ حقیقت میں سب امراض اللہ تعالےٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔ کوئی مرض اس کے حکم کے بغیر پیش دستی نہیں کر سکتا۔ اس لئے ضرور ہے کہ خدا تعالےٰ ہی پر بھروسہ کرے۔ یہی اقبال کی راہ ہے مگر افسوس ہے جن راہوں سے اقبال آتا ہے ان کو انسان بدظنی کی نظر سے دیکھتا ہے۔

نئے ارض و سما کرتے ہیں اللہ کے ولی پیدا

از جناب شیخ روشن دین صاحب تنویر سیالکوٹی

جو مر جاتی ہے قوم اس میں نہیں ہوتے ولی پیدا
نہ بوبکرؓ و عمرؓ پیدا نہ عثمانؓ و علیؓ پیدا

سمجھتے ہیں جو ہم کو ہیچ دنیا پر نظر ڈالیں
خفی سے ہو رہے ہیں زندگانی کے جلی پیدا

چمن اک روز میں بنتا نہیں ہے دید کے قابل
کہ گل سے پیشتر ہوتی ہے ننھی سی کلی پیدا

سمندر میں تڑپنے کی تمنا ہے اگر تجھ کو
تو کر رگ رگ میں پہلے موج کی سی بے کلی پیدا

نوائے بے عمل سے انقلاب آئے تو کیا آئے
نئے ارض و سما کرتے ہیں اللہ کے ولی پیدا

خراشِ گردشِ افلاک ہرگز سہ نہیں سکتے
جو ناداں تن میں کر لیتے ہیں جانِ مخملی پیدا

کوئی تنویر آتا ہے زباں پر شعر جب تیرا
تو ہر اک لفظ سے ہوتی ہے مصری کی ڈلی پیدا

گمشدہ سوٹ کیس کی تلاش مورخہ ۲۲ تاریخ کو رات کی گاڑی قادیان از سے دقت جلدی میں ایک اٹیچی کیس چمڑی بر نگ ڈارک براؤن تھرڈ کلاس سے اتارنا بھول گئے۔ اس میں سیاہ رنگ کا دھاری دار گرم سوٹ۔ گرم سوئٹر اور ایک دو اور چیزیں تھیں اگر کوئی صاحب غلطی سے اپنے سامان کے ہمراہ لے گئے ہوں تو مطلع کریں۔ خاکسار عبد الحفیظ خان احمدی۔ اے ایس۔ ایم باؤ سٹریٹ سلطانپورہ لاہور

حضرت عمرؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں حضرت ابوموسیٰ الاشعری کے نام خط میں تحریر فرمایا۔ الفھم الفھم فیما یتلجلج فی صدرک مما لم یبلغک بہ کتاب اللّٰہ ولا سنۃ نبیہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اعرف الامثال والاشباہ وقس الامور عندک ثم اعمد الیٰ احبھا عند اللّٰہ ورسولہ“ (العقد الفرید جلد ۱ ص۲۶)

کہ اگر تمہیں کسی امر میں آپ کو اشتباہ ہو جس کے متعلق قرآن پاک وسنت نبوی کا حکم تجھے نہیں ملا تو غور و فکر سے کام لو۔ نظائر اور امثال پر گہری نظر ڈالو۔ اور پیش آمدہ امور کے بارے میں قیاس کرو۔ اور پھر اس طریق کو اختیار کرو جو اللہ اور رسول کو زیادہ پسندیدہ ہو۔

علماء فقہ نے قرآن مجید۔ احادیث نبویہ اور اقوال سلف صالحین کی روشنی میں فقہ اسلامی کی بنیاد چار چیزوں پر قرار دی ہے۔ یعنی فروعی امور کا استنباط و استدلال ان چار اصول پر مبنی ہوگا۔ (۱) قرآن مجید (۲) حدیث رسول صلے اللہ علیہ وسلم (۳) اجماع امت (۴) قیاس۔ بعض ائمہ نے مؤخر الذکر دو یعنی اجماع اور قیاس کی حجیت کو محل نظر قرار دیا ہے۔ جیسا کہ آئندہ ذکر ہوگا۔ علماء احناف کے نزدیک فی الجملہ یہ چاروں چیزیں حجت ہیں۔ علامہ ابوالبرکات النسفی اصول فقہ کی کتاب کے دیباچہ المنار میں لکھتے ہیں۔

”اصول الشرع ثلاثۃ الکتاب والسنۃ واجماع الامۃ والاصل الرابع القیاس“

اصول شاسی میں لکھا ہے۔ ”ان اصول الفقہ اربعۃ کتاب اللّٰہ تعالیٰ وسنۃ رسولہ واجماع الامۃ والقیاس“ (اصول شاسی مطبوعہ کانپور ص۳)

حنفی عالم ملا جیون نے ان چار اصول پر حصر کی وجہ بایں الفاظ ذکر کی ہے:۔

”ووجہ الحصر فی ھذہ الاربع ان المستدل لا یخلو اما ان یتمسک بالوحی او غیرہ والوحی اما متلو وھو الکتاب او غیرہ وھو السنۃ وغیر الوحی ان کان قول الکل فالاجماع والا فالقیاس“ (نور الانوار ص۳)

ان چار میں حصر کی بناء اس بات پر ہے۔ کہ استدلال کرنے والا یا وحی سے تمسک کریگا یا غیر وحی سے۔ وحی کی صورت میں یا وہ متلو ہوگی یا غیر متلو ہوگی۔ وحی متلو کتاب اللہ ہے۔ اور وحی غیر متلو سنت ہے۔ غیر وحی کی صورت میں یا وہ متمسک بہ سب کا قول ہوگا یا نہیں ہوگا۔ اگر پہلی صورت ہو۔ تو اجماع کہلائے گا ورنہ قیاس ہوگا“۔

حصر کی یہ بناء درست ہو یا غلط مگر اس میں تو کوئی شبہ نہیں۔ کہ فقہاء نے بالعموم فقہ اسلامی کا مأخذ ان چار مصادر کو قرار دیا ہے۔ اور موجودہ تدوین شدہ فقہ انہی اصول پر مرتکز ہے۔ ہاں ان اصول کی تعیین یا ضرورت ارتقائی طور پر مرور زمانہ سے پیدا ہوئی ہے۔ ابتداء اسلام سے ہی یہ چاروں اصول معین اور مشخص نہ تھے۔

اسلامی فقہ کے چھ دور

فقہ اسلامی کو سمجھنے کے لئے اس کی تاریخ اور مختلف ادوار کا جاننا ضروری ہے تا معلوم ہو کہ موجودہ مجموعہ فقہ کیونکر اور کن اثرات کے ماتحت مرتب اور مدون ہوا ہے۔ مصر کے مشہور مؤرخ علامہ محمد الخضری نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب ”تاریخ التشریع الاسلامی“ تالیف کی ہے۔ جس کا اردو ترجمہ دار المصنفین اعظم گڑھ کی طرف سے ”تاریخ فقہ اسلامی“ کے نام سے چھپ چکا ہے۔ اس کتاب میں فاضل مصنف نے اسلامی فقہ کے چھ دور تجویز کئے ہیں۔ (۱) اسلامی فقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں (۲) اسلامی فقہ خلفائے راشدین کے عہد میں یعنی ۱۱ھ ہجری سے ۴۰ھ ہجری تک (۳) اسلامی فقہ صغار صحابہ اور ان کے تلامذہ تابعین کے زمانہ میں یعنی ۴۱ھ ہجری سے دوسری صدی کے آغاز تک (۴) اسلامی فقہ ائمہ کبار کے زمانہ میں یعنی دوسری صدی کی ابتداء سے چوتھی صدی کے نصف تک (۵) اسلامی فقہ مذاہب فقہیہ کی پابندی اور مناظرہ و جدل کی اشاعت کے زمانہ میں یعنی چوتھی صدی کے وسط سے سلطنت عباسیہ کے زوال تک (۶) فقہ اسلامی ہلاکو خان کی فتح بغداد سے لے کر آج تک۔

اس تقسیم کے رو سے مروجہ اسلامی فقہ کی تدوین زیادہ تر چوتھے دور میں ہوئی ہے اسی زمانہ میں وہ ائمہ فقہ ہوئے ہیں۔ جن کے نام پر ملت اسلامیہ کے افراد مالکی، حنفی، شافعی اور حنبلی وغیرہ ناموں سے موسوم ہونے لگے ہیں۔ لیکن فقہ اسلامی پر تکمیل بحث کے لئے باقی دور پر بھی نظر ڈالنا بھی ضروری ہے کیونکہ ابتدائی دوروں سے اس کا ارتقاء اور آخری ادوار سے اس کا انحطاط اور اس کی وجوہ ظاہر ہوتی ہیں۔

اسلامی فقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں

اس زمانہ کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رح تحریر فرماتے ہیں:۔

”اعلم ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لم یکن الفقہ فی زمانہ الشریف مدونا ولم یکن البحث فی الاحکام یومئذ مثل البحث من ھؤلاء الفقھاء حیث یبینون باقصیٰ جھدھم الارکان والشروط وآداب کل شیء ممتازا عن الآخر بدلیلہ ویفرضون الصور ویتکلمون علی تلک الصور المفروضۃ ویحدون ما یقبل الحد ویحصرون ما یقبل الحصر الی غیر ذالک من صنائعھم اما رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فکان یتوضأ فیری الصحابۃ وضوءہ فیأخذون بہ من غیر ان یبین ان ھذا رکن وذالک ادب وکان یصلی فیرون صلاتہ فیصلون کما رأوہ یصلی وحج فرمق الناس حجۃ ففعلوا کما فعل فھذا کان غالب حالہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم“

(حجۃ اللّٰہ البالغۃ جلد ۱ ص۱۳۹)

ترجمہ:۔ ”یاد رکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ فقہ موجودہ صورت کی طرح مدون ہوئی تھی۔ اور نہ ہی اس وقت ان فقیہوں کی بحثوں کی طرح احکام میں بحث ہوتی تھی۔ یہ لوگ تو پوری کوشش سے ہر چیز کے ارکان آداب اور شروط الگ الگ مدلل بیان کرتے ہیں فرضی واقعات کی بناء پر کلام کرتے ہیں۔ اور پھر اپنی اصلاحوں کے مطابق حد کے قابل چیز کی حد بیان کرتے ہیں۔ اور جس کا حصر ممکن ہوتا ہے اس کا حصر بیان کرتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں طریق یہ تھا کہ حضور وضو کرتے تھے۔ صحابہؓ آپ کو دیکھتے تھے۔ اور حضور کی پوری پیروی شروع کر دیتے تھے۔ بغیر اس کے کہ آنحضرت بیان فرمائیں کہ یہ رکن وضوء ہے اور وہ آداب ہیں۔ ایسا ہی حضور نماز پڑھتے تھے صحابہ آپ کی نماز کو دیکھتے تھے۔ اور پھر ویسی ہی نماز پڑھنے لگ جاتے تھے۔ آنحضرت صلعم نے حج کیا۔ لوگوں نے اس کا مشاہدہ کیا۔ اور جیسا آپ کو کرتے دیکھا کرنے لگ گئے۔ حضور کی زندگی میں تو اکثر یہی حالت ہوتی تھی“۔

علامہ محمد الخضری لکھتے ہیں:۔ ”اس دور میں فقہ کا دار و مدار دو چیزوں پر تھا (۱) ایک قرآن مجید جس کی رسول اللہ صلعم نے تبلیغ فرمائی ...... (۲) قرآن مجید کی وہ توضیح جو رسول اللہ صلعم نے کی۔ یہی توضیح حدیث کے نام سے مشہور ہے۔ جس کو صحابہؓ آپ سے بالمشافہ اخذ کرتے تھے“ (تاریخ فقہ اسلامی ص۱۵)

علامہ محمد فرید وجدی نے اسی مفہوم کو حسب ذیل الفاظ میں ادا کیا ہے:۔ ”کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یستخرج لقومہ احکام الفقہ من القرآن ویشرحھا بینھم لتفقھا الناس ویحفظونھا ویعملون بھا ویعلمونھا العامۃ“

(دائرۃ معارف القرن العشرین جلد ۷ ص۲۵۶)

پس فقہ کا موجودہ ذخیرہ اور موجودہ طریق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں موجود نہ تھا۔ اور نہ ہی اس کی ضرورت تھی۔ اس زمانہ میں تو قرآن مجید کی حفاظت اولین فرض تھا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اس عہد میں کتابت حدیث کا بھی رواج نہ تھا بلکہ ممانعت تھی۔ مگر سچ یہ ہے کہ حقیقی فقہ اسی دور میں موجود تھی۔ اور مروجہ فقہ کا سنگ بنیاد اسی مبارک زمانہ میں رکھا گیا تھا۔

اسلامی فقہ خلفائے راشدین کے زمانہ میں

یہ زمانہ حدیث نبوی الخلافة ثلاثون سنة (مشکوٰۃ کتاب الفتن ص۴۶۳) کے مطابق تیس سال یعنی ۴۰ھ ہجری تک ممتد ہے۔ پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دستور یہ تھا۔ کہ پیش آمدہ مسئلہ کے متعلق "وہ پہلے کتاب اللہ پر نظر ڈالتے اور اگر اس میں اس کا حکم مل جاتا۔ تو اسی پر فیصلہ کرتے۔ لیکن اگر کتاب اللہ میں وہ حکم نہ ملتا۔ تو حدیث پر نظر دوڑاتے۔ اور اگر ان کے پاس کوئی قابل فیصلہ حدیث ہوتی تو اسی کے موافق فیصلہ کرتے۔ لیکن اگر تلاش کے بعد بھی حدیث نہ ملتی۔ تو لوگوں سے دریافت فرماتے کہ اس مسئلہ میں تم کو رسول اللہ صلعم کا کوئی فیصلہ معلوم ہے۔" (تاریخ فقہ اسلامی ص۱۶۹)

حضرت ابوبکرؓ نے اس طریق کا موطا امام مالک کی اس روایت سے بھی پتہ لگتا ہے۔

"جاءت الجدة الى ابى بكر الصديق تسأله ميراثها. فقال لها ابوبكر مالكِ فى كتاب الله شئ وما علمت لكِ فى سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم شيئاً فارجعى حتى اسأل الناس فسأل الناس فقال المغيرة بن شعبة حضرت رسول الله صلى الله عليه وسلم اعطاها السدس فقال ابوبكر هل معك غيرك فقام محمد بن مسلمة الانصارى فقال مثل ما قال المغيرة فانفذه لها ابوبكر الصديق" (موطا امام مالک جلد اول ص۳۳۵ مطبوعہ مصر)

ایک میت کی نانی (جدہ) حضرت ابوبکرؓ کے پاس مطالبہ ارث کرتی ہوئی آئی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ کتاب اللہ میں تمہارے لئے کوئی حصہ مقرر نہیں۔ اور میرے علم کے مطابق سنت رسول اللہ میں بھی تمہارا کوئی حق نہیں۔ تم جاؤ میں لوگوں سے دریافت کرکے فیصلہ کروں گا۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں سے پوچھا تو مغیرہ بن ... نے بتایا۔ کہ میری حاضری میں رسول کریم صلعم نے جدہ کو چھٹا حصہ دلایا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا۔ کہ کیا تمہارے ساتھ کوئی دوسرا گواہ بھی ہے۔

تب محمد بن مسلمہ انصاری نے اسی طرح بیان کیا۔ جیسا مغیرہ نے کہا تھا۔ تب حضرت ابوبکرؓ نے نانی کے لئے چھٹے حصہ کا فیصلہ نافذ فرمایا۔"

یہ وہ صحیح نمونہ ہے۔ جس پر خلفائے اربعہ کے عہد میں فقہی مسائل کا تصفیہ کیا جاتا تھا۔ علامہ وجدی لکھتے ہیں:-

"ابوبكر كان يعمل بما رأه و سمعه منه (النبىؐ) ويسأل عما لم يصل اليه علمه من حلول المسائل ممن يكون قد سمع عنها شيئاً عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فاذا لم يوجد عن النبى شئ عمل برأيه وسار هذه السنة عمر وعثمان وعلى"

(دائرۃ معارف القرن العشرین جلد ۷ ص۳۵۷)

الشیخ الخضری نے لکھا ہے۔ کہ:-

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ لیکن اگر ان کو وہ مسئلہ قرآن و حدیث میں نہ ملتا۔ تو اس کے متعلق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا فتویٰ دریافت فرماتے۔ اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کوئی فیصلہ موجود ہوتا۔ اور ان کو اس کے خلاف کوئی بات معلوم نہ ہوتی۔ تو اسی کے مطابق فیصلہ کرتے۔ اسی احتیاط فی القبول کیا تھ جسکا ذکر ہم نے اوپر کیا ہے حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کا طرز عمل بھی یہی تھا۔" (تاریخ فقہ اسلامی ص۱۶۹)

خلفائے راشدین میں وحدت طریق استدلال کے باوجود کبھی اجتہاد و رائے میں اختلاف بھی ہو جاتا تھا۔ اس اختلاف کی ایک خوبصورت مثال حسب ذیل ہے:-

"حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں پر برابر برابر مال تقسیم فرماتے تھے۔ اور کسی کو کسی پر ترجیح نہیں دیتے تھے۔ لیکن ان سے کہا گیا۔ کہ آپ نے تقسیم مال میں تمام لوگوں کو برابر کر دیا۔ حالانکہ بہت سے لوگ فضیلت رکھتے ہیں۔ ان کو قدامت حاصل ہے۔ اور ان کے اگلے کارنامے ہیں۔ ان لوگوں کو ترجیح دینی چاہیئے۔ لیکن انہوں نے کہا۔ کہ ان چیزوں کا ثواب تو خدا کے یہاں ملیگا۔ معاش کے معاملہ میں مساوات ہی بہتر ہے۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فتوحات کو وسعت ہوئی۔ تو انہوں نے ترجیحی حقوق قائم کئے۔ اور فرمایا۔ کہ جن لوگوں نے رسول اللہ صلعم سے جنگ کی ہے۔ میں ان کو ان لوگوں کے برابر نہیں کر سکتا۔ جو آپ کے ساتھ شریک جہاد ہوئے ہیں۔ اور اسی اصول پر انہوں نے فوجی دفتر مرتب کیا۔"

(تاریخ فقہ اسلامی ص۱۸۴)

بے شک یہ اختلاف رائے ہے۔ نقطۂ نگاہ مختلف ہیں۔ مگر کسقدر دلکش اور مؤثر یہ اختلاف ہے۔ ایسے ہی اختلاف کے بارے میں سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اختلاف امتی رحمة

اسلامی جمعیت کی کثرت اور فتوحات کی وسعت کے ساتھ مسائل اور فروعات بڑھتی گئیں۔ اور خلفائے اربعہ کے علاوہ دیگر بزرگ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی ان مسائل کے لئے مرجع بن گئے تھے۔ چنانچہ اس دور میں حضرت عبد اللہ بن مسعود۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری۔ حضرت معاذ بن جبل۔ حضرت ابی بن کعب اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم سے بھی مختلف مسائل میں عموماً فتویٰ سنے جاتے تھے چونکہ فقہ و اجتہاد میں احادیث نبویہ کی حیثیت ایک ستون کی ہے۔ اس لئے خلفائے راشدین کے تشدد اور احتیاط کی تاکید کے باوجود آہستہ آہستہ روایت کا دروازہ وسیع تر ہوتا گیا۔ اور اس بناء پر اختلاف میں بھی اضافہ ہو گیا۔

(باقی)

دنیا کی سب سے بڑی لغت

چینی ایک ایسی لغت تیار کر رہے ہیں۔ جو الفاظ کی کثرت، معنی کی تشریح اور لکھائی چھپائی کے اعتبار سے دنیا کی سب سے زیادہ مکمل اور عظیم الشان لغت ہوگی۔ یہ لغت چھ ہزار مختلف چینی رسم الخط میں شائع ہوگی۔ اور اسکی چالیس جلدیں ہونگی۔ اس کی تکمیل میں دس برس لگیں گے۔ پہلی جلد میں ۸۰۰ اوراق ہونگے۔ جن میں ایک چینی لفظ "ائی" (ai) کے تمام مشتقات اور اس کے معنی پر محیط ہوگی۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ ۱۱۰۰ مختلف قسم کے الفاظ اور محاورے بھی ہونگے۔ اس سے اس لغت کی وسعت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

ایک نو ایجاد گھڑی

حال ہی میں ایک یورپین فرم نے ایک ایسی گھڑی بنائی ہے جس میں کوک دینے کی قطعی ضرورت نہیں۔ اب تک جتنی گھڑیاں بنی ہیں۔ خواہ وہ کلائی کی ہوں یا جیبی، دیوار کی ہوں یا ٹائم پیس اور کلاک اس میں ۲۴ گھنٹے، ایک ہفتہ یا اٹھارہ دن یا مہینہ بھر میں چابی دینا ضروری تھا۔ لیکن اس نو ایجاد گھڑی میں جس کا نام اٹموس (Atmos) ہے۔ کوک دینے کی ضرورت نہیں بلکہ اس میں موسم کے تغیرات گرمی، سردی، برسات اور بہار کے اثرات اور ہوا کی ہلکی سی لہر کے اثر سے خود بخود کوک بھر جاتی ہے۔ اس میں نہ تو بیٹری استعمال ہوتی ہے۔ اور نہ برقی لہریں۔ غرض یہ گھڑی جب تک دنیا قائم ہے بغیر انسانی مدد کے متحرک رہیگی۔ (ماخوذ)

اعلان نکاح

منشی غلام محمد صاحب ولد فضل الدین صاحب جٹ کاہلو چک نمبر ۶/۱۱ ضلع منٹگمری کا نکاح عمارت رسول بی بی صاحبہ دختر عمر الدین صاحب جھونی ساکن چک ۹/۱۱ کیساتھ بعوض مبلغ تین صد روپیہ حق مہر مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے پڑھا۔

خاکسار
نور الدین ذیلدار منٹگمری

ذکر حبیب علیہ السلام

روایات میاں عبدالعزیز صاحب مغل لاہور

بتوسط صیغہ تالیف و تصنیف قادیان

(۴۷)

جب مہمان خانہ اس مکان میں ہوتا تھا۔ جہاں آج کل حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب رہتے ہیں۔ تو خواجہ کمال الدین صاحب نے لنگر سے بکرے کا گوشت لیا اور تین سیر گھی۔ کچھ شلغم۔ یہ ایک دیگ میں چڑھا کر رات کے وقت پکوانا شروع کیا۔ اتفاق سے حضرت اقدس بھی کوئی رات کے گیارہ بجے کے قریب مہمانوں کو دیکھنے کے لئے تشریف لے آئے۔ دیگ کو دیکھ کر فرمایا۔ یہ کیا ہے؟ کسی نے عرض کیا۔ حضور یہ شب دیگ ہے فرمایا۔ شب دیگ کیا ہوتی ہے۔ اُس نے کہا۔ حضور کچھ گھی۔ کچھ گوشت کچھ شلغم۔ یہ تمام رات پکیں گے فرمایا مجھے تو اس طرح مہمانوں کا لنگر سے خود بخود الگ کھانا پکوانا کچھ ناپسند ہی ہے۔ خیر جب یہ لوگ سو گئے۔ اور دیگ کے نیچے سے آگ ٹھنڈی ہو گئی۔ تو دس بارہ کتے آ گئے۔ گوشت کھانا شروع کیا۔ جب وُہ آپس میں لڑنے لگے۔ تو ان کی نیند کھل گئی۔ انہوں نے کتوں کو ہٹایا۔ اور دیکھا۔ کہ دیگ میں بہت کم سالن رہ گیا ہے۔ حضرت اقدس سے جا کر عرض کیا۔ کہ ہم یہ سالن چوہڑوں کو دے دیتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ پہلے ان کو کہہ دینا کہ یہ کتوں کا جوٹھا ہے۔ پھر ان کا دل چاہے۔ تو لے جائیں۔ چاہے نہ لے جائیں۔ جب چوہڑوں سے جا کر پوچھا۔ تو انہوں نے کہا تو یہ تو ہم کتوں کا جوٹھا کھانے والے ہیں۔ چنانچہ اسے پھینک دیا گیا۔

(۴۸)

ایک دفعہ گورداسپور میں اور ایک دفعہ لاہور میں میں نے موتیے کا ہار حضور علیہ السلام کو پہنے دیکھا ہے۔

(۴۹)

ایک دفعہ میں نے اپنی ایک بیوی کو طلاق دے دی۔ وُہ قادیان میں حضرت اقدس کے پاس شکایت لے گئی۔ حضور علیہ السلام نے مجھے اور میاں معراج الدین صاحب کو بلا بھیجا۔ اور پھر ہماری صلح کرا دی۔

(۵۰)

حضور علیہ السلام جب مجلس میں بیٹھا کرتے تھے۔ تو بسا اوقات آپ کا ہاتھ آپ کی ران مبارک پر لگتا تھا۔ اور ایک پاؤں دوسری ران پر بھی رکھ کر بیٹھ جایا کرتے تھے ایک دفعہ فرمایا۔ کہ روزوں کی وجہ سے میرے مونہہ کا ذائقہ بہت پھیکا ہو گیا ہے۔ اگر چٹنی ہو تو کھاؤں۔ ہم باغ سے کچی املیاں لائے چٹنی بنائی۔ مگر حضور علیہ السلام غالباً کسی کام میں لگ گئے۔ اور وہ پڑی کی پڑی رہ گئی۔ آخر ہم نے ہی کھائی۔

(۵۱)

ایک دفعہ ایک بوڑھے حکیم نے جن کا نام حکیم فضل الٰہی تھا۔ اور جو لاہور میں محلہ ستھاں میں رہتے تھے۔ حضور علیہ السلام سے عرض کیا۔ کہ حضور بعض اوقات کنچنیاں جو بیمار ہوتی ہیں۔ وہ علاج کے لئے آتی ہیں۔ اور کچھ نذرانہ پیش کرتی ہیں۔ کیا اسے قبول کر لینا چاہیئے یا نہیں؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ آپ انہیں کچھ نصیحت کر دیا کریں۔ اور ان سے لیا کچھ نہ کریں۔ اس کے بعد کسی نے عرض کیا کہ حضور اگر آپ کو کوئی ایسی چیز تحفۃً پہنچے جو مال حرام سے ہو یا مشتبہ ہو۔ تو آپ اس کے متعلق تو تحقیق نہیں کرتے۔ فرمایا اللہ تعالےٰ مجھ تک حرام مال پہنچاتا ہی نہیں۔ وہ راستے میں ہی ضائع ہو جاتا ہے۔ اگر میں اس قسم کی تحقیق میں لگوں۔ تو میرا وقت ضائع ہو جائے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ خود ہی مجھ تک ایسی چیز نہیں پہنچنے دیتا چنانچہ مجھے (راوی کو) یاد ہے۔ کہ ایک دفعہ ایک یکّہ ہمارے آگے چل رہا تھا۔ اس میں کچھ مال مشتبہ تھا۔ وہ یکہ چلتے چلتے ٹوٹ گیا۔ اور وہ تمام مال ریت میں رُل گیا جسے وہ اکٹھا نہیں سکتا تھا اس پر اس نے کہا کہ یہ مال مشتبہ تھا۔ اس لئے ضائع ہو گیا۔ اور حضور تک پہنچا ہی نہیں۔

(۵۲)

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میاں فیروز الدین صاحب جو حکیم مرہم عیسےٰ صاحب کے خسر تھے۔ وہ چلم میں آگ لینے کے لئے مہمانخانہ سے نکلے۔ مقابل سمت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لا رہے تھے۔ انہوں نے حضور علیہ السلام کو دیکھتے ہی چلم کو اپنے چوغہ کے نیچے چھپا لیا۔ حضرت اقدس نے قریب پہنچ کر فرمایا۔ کہ میاں فیروز الدین آپ کے ہاتھ میں کیا ہے آخر انہیں مجبوراً چلم دکھانی پڑی۔ حضور علیہ السلام نے ہنس کر فرمایا کہ آپ کی طبیعت ثانیہ ہے۔ اس کے بعد حضور آگے تشریف لے گئے۔

(۵۳)

مجھے یاد ہے کہ حضور علیہ السلام سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی کے لئے حقہ مہیا کروایا کرتے تھے۔

(۵۴)

ایک دفعہ گول کمرہ کے باہر ایک مٹی کا حقہ پڑا تھا۔ حضرت اقدس نے اسے اپنے ہاتھ کے سونٹے سے توڑ دیا۔ اور فرمایا۔ کہ ہم نے ایک موذی کو توڑ دیا ہے یہ ۱۸۹۲ء کے قریب کی بات ہے۔ جیسا کہ مجھے یاد پڑتا ہے۔ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے اس واقعہ کو دیکھ کر حقہ چھوڑ دیا تھا۔

(۵۵)

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کا جنازہ حضور علیہ السلام نے پڑھایا تھا۔ جب حضور جنازہ پڑھ رہے تھے۔ تو ہلکی ہلکی پھوار پڑ رہی تھی۔ جنازہ حضور نے بہت لمبا پڑھایا تھا۔ اور چوتھی تکبیر میں بہت ہی زیادہ وقت لگایا تھا۔ میں اس موقعہ پر حاضر تھا۔

(۵۶)

پنڈت لیکھرام کے قتل کے بعد آریہ لوگ لاہور میں پریڈ کے میدان میں ہر روز نیوگ اور طلاق کے متعلق تقریریں کیا کرتے تھے۔ مفتی محمد صادق صاحب بھی ان ایام میں یہاں (لاہور) ہُوا کرتے تھے۔ ایک دن مفتی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ کہ حضور لاہور میں روزانہ آریہ سماجی جلسے کرتے ہیں۔ اور ان میں اسلام کے خلاف بدزبانی کرتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کیا آپ یہ جلسے بند کرانا چاہتے ہیں۔ مفتی صاحب نے عرض کیا۔ حضور اگر اس قسم کے جلسے بند ہو جائیں تو اچھی بات ہے۔ اس پر حضور علیہ السلام کے ارشاد پر ایک اشتہار شائع کیا گیا۔ جس میں لکھا کہ اگر نیوگ اور طلاق ایک چیز ہے۔ تو ہم تین سو معزز مسلمانوں کے نام لکھتے ہیں جنہوں نے اپنی بیویوں کو طلاق دی ہے آپ تین سو معزز آریوں ..... کے نام شائع کریں۔ جنہوں نے اپنی بیویوں سے نیوگ کرایا ہو۔ یہ اشتہار جب لاہور میں تقسیم کیا گیا۔ تو سناتن دھرمیوں اور آریوں میں خوب لڑائی ہوئی۔ یہاں تک کہ سونٹے بھی استعمال کئے گئے۔ سناتن دھرمی آریوں پر اعتراض کرتے اور کہتے تھے کہ نیوگ کرانے والی عورتوں کے نام شائع کرو۔ اس کے بعد اس قسم کے جلسے بند ہی ہو گئے (یہی اصل بعد میں حضور علیہ السلام نے اپنی تصنیف "نسیم دعوت" میں بھی پیش کیا۔ مگر آریہ سماج آج تک اس کا جواب نہیں دے سکی۔ خاکسار مرتب)

(۵۷)

ایک دفعہ ہم قادیان گئے۔ بارش کی وجہ سے راستہ میں بڑا پانی تھا۔ اور بارش بھی ہو رہی تھی۔ ہم حضور علیہ السلام سے واپسی کے لئے اجازت طلب کرتے تھے۔ مگر حضور علیہ السلام اجازت نہیں دیتے تھے قریباً آٹھ دن کے بعد عصر کے وقت پھر ہم نے اجازت مانگی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کل چلے جانا۔ چنانچہ دوسرے دن ہم بٹالہ تک سوکھے پہنچ گئے۔ راستہ میں بارش نہ ہوئی تھی۔ اور سڑک پر پانی بھی نظر نہ آیا۔

اسلامی فقہ کے اہم اصول

۲۵ دسمبر کے اجلاس شبینہ میں جناب مولوی ابوالعطاء صاحب جالندہری نے حسب ذیل تقریر فرمائی:-

فقہ کے لغوی شرعی اور عرفی معنے

علم فقہ ایک اہم دینی علم ہے۔ یہ نام قرآن مجید کی اس آیت سے ماخوذ ہے۔ جس میں اللہ تعالے نے فرمایا وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منہم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون (توبہ ۱۲۲) کہ سب مومن تو مرکز اسلام میں نہیں پہونچ سکتے۔ پس چاہیئے کہ ان میں سے کچھ لوگ ہر جماعت میں سے مرکز اسلام کی طرف آئیں تا وہ تفقھ فی الدین حاصل کرسکیں۔ اور جب اپنی قوم کی طرف لوٹیں۔ تو انہیں انذار کرسکیں۔ شائد کہ ان کی قوم کے لوگ عذاب سے بچ جائیں۔ اور ہوشیار ہوجائیں۔ علامہ مجدالدین فیروز آبادی لکھتے ہیں۔ "الفقہ: العلم بالشئ والفھم له والفطنۃ وغلب علی علم الدین لشرفہ" (القاموس المحیط) کہ لغت میں فقہ کے معنے کسی چیز کو جاننے اور بخوبی سمجھنے کے ہیں۔ اور چونکہ علم دین اشرف و اعلے ہے۔ اس لئے اس کا اطلاق اس علم پر اکثر ہونے لگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث میں یہ لفظ دین کے علم کے معنوں میں وارد ہوا ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ (۱) من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین وانما انا قاسم واللہ یعطی (متفق علیہ۔ مشکوۃ کتاب العلم) (۲) الناس معادن کمعادن الذھب والفضۃ خیارھم فی الجاھلیۃ خیارھم فی الاسلام اذا فقھوا (مسلم اور مشکوۃ المصابیح صفحہ ۳۲) نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا فرمائی اللھم فقھہ فی الدین (بخاری) کہ اے اللہ انہیں دین کا فقیہہ بنائیو پس لفظ فقہ لغت کے رو سے علم وزیرکی کا مترادف ہے۔ اور قرآن وحدیث میں دین اسلام کے روحانی اور خشیت اللہ پیدا کرنے والے علم پر فقہ کا اطلاق ہوا ہے بعد ازاں علماء نے فقہ اور اصول فقہ کی ایک خاص اصطلاح قائم کر لی۔ چنانچہ امام تفتازانی لکھتے ہیں۔ "وسموا ما یفید معرفۃ الاحکام العملیۃ عن ادلتھا التفصیلیۃ بالفقہ ومعرفۃ احوال الادلۃ اجمالا فی افادتھا الاحکام باصول الفقہ" (شرح عقائد نسفی صفحہ ۳) کہ علماء نے ان امور کا فقہ نام رکھا ہے۔ جو عملی احکام کو ان کے تفصیلی دلائل کے ذریعہ معلوم کراتے ہیں اور دلائل کی ان اجمالی حالتوں کا نام جو احکام کو شناخت کرانے کا موجب ہوتی ہیں اصول فقہ قرار دیا ہے۔ مسلم الثبوت میں لکھا ہے "انہ العلم بالاحکام الشرعیۃ عن ادلتھا التفصیلیۃ" (صفحہ ۲) فقہ کی قرآنی اصطلاح اور اس لفظ کے استعمال میں اس قدر تغیر ہوگیا کہ قرون متاخرہ میں اس کی حیثیت بالکل بدل گئی۔ اصل میں یہ لفظ قرآنی علوم کے لئے مستعمل ہوا تھا۔ اور اب صرف طلاق وعتاق وغیرہ کے چند مسئلوں کا نام فقہ قرار پاگیا۔ امام ابو حامد الغزالی تحریر فرماتے ہیں۔

ولقد کان اسم الفقہ فی العصر الاول مطلقا علی علم طریق الآخرۃ ومعرفۃ دقائق آفات النفوس ومفسدات الاعمال وقوۃ الاحاطۃ بحقارۃ الدنیا وشدۃ التطلع الی نعیم الآخرۃ واستیلاء الخوف علی القلب ویدلک علیہ قولہ عزوجل لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم وما یحصل بہ الانذار والتخویف ھو ھذا الفقہ دون تفریعات الطلاق والعتاق واللعان والسلم والاجارۃ فذلک لا یحصل بہ انذار ولا تخویف" (احیاء العلوم جلد ۱ صفحہ ۲۸ مطبوعہ مصر) کہ عصر اول یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں فقہ کے معنے یہ تھے کہ آخرت کے راستہ کا علم اور نفس کی مخفی آفتوں کی شناخت اور اعمال کو خراب کرنے والے امور کی واقفیت ہو۔ دنیا کو حقیر جاننے کا پورا ملکہ ہو۔ آخرت کی نعمتوں سے قلبی وابستگی اور دل پر سزا کا خوف غالب ہو۔ ان معنوں پر آیت قرآنی لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم گواہی دے رہی ہے۔ پس درحقیقت فقہ وہی علم ہے۔ جس کے ذریعہ انذار و تخویف ہوسکے۔ طلاق۔ عتاق۔ لعان۔ بیع سلم اور اجارات کی فروعات دراصل فقہ نہیں کیونکہ ان کے ذریعہ انذار و تخویف نہیں ہوسکتا۔

اس بیان سے ظاہر ہے کہ فقہ کا لغوی اور شرعی مفہوم کیا ہے۔ اور اصطلاح علماء میں فقہ کسے کہتے ہیں۔ اب بالعموم لفظ فقہ موخر الذکر عرفی معنوں میں ہی مستعمل ہوتا ہے۔

استخراج مسائل کے چار مصادر

قرآن مجید عالمگیر اور ہمیشہ زندہ رہنے والی شریعت ہے۔ اس نے انسان کی جملہ استعدادوں کی نشوونما کی ہے۔ انسانی قوتوں میں اجتہاد و استنباط کی قوت ایک امتیازی قوت ہے۔ اللہ تعالے نے اس قوت کی تربیت کی خاطر اصول اور بنیادی احکام کو بیان کرنے کے بعد فروعات اور وقتی مسائل کے استخراج کے لئے مومنوں کو حکم دیا۔ اللہ تعالے نے اصول دین اعتقادی اور عملی اصول دین اپنی پاک کتاب میں بیان فرما دیئے۔ اور ان کی وضاحت و تشریح اس کے پاک رسول حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے نمونہ سے کردی اپنے بیان سے کردی۔ اس کے بعد جو امور غیر منصوص علیہا رہ گئے۔ ان کے لئے قرآن مجید پر تدبر سنت نبوی پر غور کرکے فیصلہ کرنے کی راہ بتادی گئی۔ آیات قرآنیہ (۱) یا ایھا الذین آمنوا لا تسألوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم وان تسألوا عنھا حین ینزل القرآن تبد لکم عفا اللہ عنھا واللہ غفور حلیم (مائدہ ۱۰۱-۱۰۲) (۲) وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب (حشر ۲) میں اسی طرف اشارہ ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔ کہ حضور نے جب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا۔ تو ان سے پوچھا "بم تقضی یا معاذ" کہ کس طریق پر فیصلہ کیا کروگے۔ انہوں نے عرض کی "بکتاب اللہ" کہ کتاب اللہ کے موافق فیصلہ کرونگا۔ حضور نے دریافت فرمایا کہ اگر تمہیں کتاب اللہ میں مسئلہ نہ ملے۔ تو کیا کروگے؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کی "بسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کہ پھر حضور کی سنت کے مطابق فیصلہ کیا کرونگا حضور علیہ السلام نے پوچھا۔ کہ اگر وہاں بھی اس مسئلہ کا صاف حل تمہیں نہ ملے۔ اس پر معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ "اجتھد برأیی" تب میں اپنی رائے اور فکر کے مطابق اجتہاد کروں گا۔ راوی کہتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طریق کو درست قرار دے کر فرمایا الحمد للہ الذی وفق رسول رسول اللہ علی ما یحب و یرضاہ (اصول شاشی صفحہ ۳۹)

امام غزالی نے طبرانی سے نقل کیا ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما قیل لہ کیف نفعل اذا جاءنا امر لم نجدہ فی کتاب ولا سنۃ فقال صلی اللہ علیہ وسلم سلوا الصالحین واجعلوہ شوری بینھم (احیاء العلوم جلد اول صفحہ ۱۲)

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب عرض کیا گیا۔ کہ اگر کوئی ایسا معاملہ درپیش ہو جس کے لئے ہمیں قرآن مجید اور سنت نبوی میں صریح فتوے نہ ملے۔ تو کیا کریں؟ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اس بارے میں نیک لوگوں سے دریافت کیا کرو۔ اور ان کے متعلق باہمی مشورہ کیا کرو"

ان دونوں روایات سے ثابت ہے کہ عند الضرورت علماء کے قیاس اور مشورہ سے طے ہو جانے والے فرعی امر کو بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جائز قرار دیا ہے۔

اسلام میں ادائیگی زکوٰۃ کی اہمیت

اسلام کی عبادت کا دوسرا رکن زکوٰۃ ہے زکوٰۃ ہی کی وجہ سے امیروں کو غریبوں سے ہمدردی و معاونت کا موقعہ ملتا ہے۔ فقہی اصطلاح میں زکوٰۃ صرف اس مالی امداد کو کہتے ہیں۔ جو ہر اس مسلمان پر واجب ہے جو دولت کی مخصوص مقدار کا مالک ہو۔ نماز حقوق الٰہی میں سے ایک افضل العمل ہے، اور زکوٰۃ حقوق عباد میں سے ہے۔ اِن دونوں اہم فریضوں کا باہم لازم و ملزوم اور مربوط ہونا اس حقیقت کو منکشف کرتا ہے۔ کہ اسلام میں حقوق اللہ کے ساتھ حقوق عباد کا بھی یکساں لحاظ رکھا گیا ہے قرآن کریم میں بیس مقامات پر "اقام الصلوٰۃ" کے بعد ہی ایتاء زکوٰۃ آیا ہے۔ اِس سے ظاہر ہے۔ کہ اسلام میں زکوٰۃ کسقدر اہم فریضہ اور اہمیت رکھنے والا فریضہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب بھی کسی نے اسلام کے احکام دریافت کئے۔ تو ہمیشہ آپ نے نماز کے بعد زکوٰۃ کو پہلا درجہ دیا۔ بخاری و مسلم شریف میں اس کی متعدد امثلہ موجود ہیں۔ نماز اور زکوٰۃ کے باہمی ارتباط کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے۔ کہ اسلام کی تنظیمی زندگی صرف دو بنیادوں پر قائم ہے جن میں سے ایک روحانی اور دوسری مادی ہے۔ روحانی تنظیم تو نماز باجماعت سے قائم ہے۔ اور مادی تنظیم زکوٰۃ سے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب بعض قبائل نے زکوٰۃ کی ادائیگی بیت المال میں کرنے سے انکار کر دیا۔ تو حضرت ابوبکرؓ جو کہ شریعت محمدی کے شناسائے راز تھے نے ان کو زکوٰۃ بیت المال میں داخل کروانے کے لئے مجبور کیا۔

زکوٰۃ کا اصلی اور مرکزی مقصد وہی ہے جو خود لفظ 'زکوٰۃ' میں مضمر ہے۔ "زکوٰۃ" کے لغوی معنی پاکی اور صفائی کے ہیں۔ یعنی گناہ اور دوسری روحانی قلبی اور اخلاقی برائیوں سے پاک و صاف ہونا۔ چنانچہ فرمایا:- قد افلح من زکّٰھا۔ وقد خاب من دسّٰھا مراد پا گیا وہ جس نے اپنے نفس کو پاک و صاف کیا۔ اور نامراد ہوا۔ جس نے اس کو میلا اور گندا کیا۔ اپنے محبوب مال میں سے کچھ نہ کچھ خدا کی راہ میں دینے رہنے سے انسانی نفس کے آئینہ کا سب سے بڑا زنگ جس کا نام محبت مال ہے۔ دل سے دُور ہو جاتا ہے۔ بخل کی بیماری کا اس سے علاج ہوتا ہے۔ مال کی حرص بھی کم ہو جاتی ہے۔ دوسروں کے ساتھ ہمدردی کرنے کا جذبہ ابھرتا ہے۔ خود غرضی کے بجائے جماعتی اغراض کیلئے انسان ایثار کرنا سیکھتا ہے۔

مذہب اسلام نے زکوٰۃ ادا کرنیکا صحیح طریقہ یہ مقرر کیا ہے۔ کہ اسکو بیت المال میں جمع کیا جائے۔ اور وہاں سے حسب ضرورت مستحقین کو بانٹ دیا جائے۔ تاکہ اسطرح غریب لینے والا اگر شریف مسلمان ذاتی طور پر کسی دوسرے کا ممنون احسان بن کر ذلت نہ محسوس کرے۔ اور دینے والے کو ذاتی طور سے کسی پر احسان و منت رکھنے کا موقعہ نہ ملے۔

زکوٰۃ کی عدم ادائیگی کے مرتکب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیغام دیا ہے۔ من اٰتاہ اللّٰہ مالاً فلم یود زکوٰتہ مثل لہ یوم القیامۃ شجاعًا اقرع لہ زبیبتان یطوقہ یوم القیامۃ ..... جس شخص کو خدا نے مال دیا ہو۔ اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو اس کی مثال قیامت کے دن یہ ہوگی۔ کہ ایک زہریلے سانپ کی شکل بنکر اس کے گلے میں لپٹ جائیگا۔ صحیح بات یہ ہے۔ کہ مال و دولت کو انسان اپنی ملکیت خیال کرتا ہے۔ حالانکہ وہ اس کی نہیں۔ اصل مالک خدا ہے۔ اور وہ خود محتاج ہے۔ انسان تو امین ہے۔ اور جو امین ہو۔ وہ اصل مالک کے حکم کے مطابق خرچ نہ کرے۔ وہ دیانت دار نہیں کہلا سکتا۔ درحقیقت یہ خیال کرنا۔ کہ یہ مال میرا ہے دنیا کی تمام برائیوں اور بدیوں کی جڑھ ہے۔ چنانچہ دولت کے اِن مجازی مالکوں اور امینوں کو خدا نے اس آیت میں متنبہ کیا ہے۔ کہ ان کو خدا کی عدالت میں اپنی دولت کے ایک ایک ذرہ کا حساب دینا ہوگا۔ فرمایا۔ ثم لتسئلن یومئذٍ عن النعیم پھر اس دن تمہاری نعمت (مال و دولت) کا حساب پوچھا جائیگا۔

جماعت احمدیہ کے لئے یہ نہایت ہی خوش بختی اور نصیب آوری کے جذب کرنے کا عظیم الشان موقعہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے ہمیں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانی میں دنیا کی ہدایت کیلئے برپا کیا ہے

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۲۹ دسمبر۔ فرنچ سومالی لینڈ اب اتحادیوں کے ساتھ دینے والے فرنچ جیوش کے ساتھ مل گیا ہے۔ کل کی شب کو ایک معاہدہ پر دستخط ہو گئے جس کی رُو سے پورٹ جیبوتی جنرل ڈیگال کے حوالے کر دیا گیا۔ یہ معاہدہ ابھی سے نافذ العمل ہو چکا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اب سارے کا سارا فرنچ افریقہ اتحادیوں کے ساتھ مل چکا ہے۔ لنڈن میں سرکاری طور پر اس کا اعلان کر دیا گیا ہے۔

لنڈن ۲۹ دسمبر۔ مراکش کے ریڈیو نے آج سہ پہر کو اعلان کیا کہ برطانیہ کے آٹھویں جیش کو سرطہ سے پچاس میل دور ایک مقام پر از سرنو دستوں میں تقسیم کیا جا رہا ہے۔ جنرل منٹگمری کی افواج کے ہراول دستوں نے رومیل کی فوج کے پچھلے حصوں کو جا لیا ہے۔ برطانوی فوجیں جرمنوں کی افریقہ کور کے بہت بڑے حصے کو پریشان کر رہی ہیں۔ ٹیونس میں موسم بدستور نمدار ہے اور سردی اور کیچڑ طرفین کے لئے رکاوٹ کا باعث ثابت ہو رہے ہیں۔

لنڈن ۲۹ دسمبر۔ سوویٹ روس کا جو ضمنی اعلان آج دوپہر کے وقت ماسکو میں شائع ہوا ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ سٹالن گراڈ کے جنوب میں جرمنوں کے ساتھ ہماری افواج کو گھمسان کی جنگ لڑنی پڑی۔ بالآخر سوویٹ فوجیں کامیاب ہو گئیں اور متعدد آباد بستیوں پر قبضہ کر لیا گیا۔ اس معرکے میں تین ہزار جرمنوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ وسطی محاذ میں سوویٹ افواج نے جارحانہ لڑائیاں جاری رکھیں۔ رژیف کے مغرب میں روسی دستوں نے دشمن کے کئی مستحکم مورچوں پر قبضہ کر لیا۔ سرخ فوج نے ۴۶ پختہ مورچوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ سٹالن گراڈ کے صنعتی رقبوں میں روسی جیوش کی پیشقدمی جاری رہی۔

لنڈن ۲۹ دسمبر۔ روس کی فوج نے جرمنوں کے مستحکم ترین اڈے کوتل نیکوف کی طرف یلغار جاری رکھی۔ اور گھمسان کی لڑائیوں کے بعد پیشقدمی کر رہی ہے۔ جرمنوں کو ہرگز توقع نہ تھی کہ روسی اتنی جلدی یہاں پہنچ جائیں گے۔ کل جرمنوں نے قریباً تمام حصوں میں جوابی حملے کئے۔ مگر ہر جگہ منہ کی کھا کر پیچھے ہٹنا پڑا۔ جرمن اپنے عقبی محافظ دستوں کو آباد بستیوں میں چھوڑ رہے ہیں۔ اور سوویٹ افواج ان کے کشتے لگا رہی ہیں۔ اب جرمنوں کے اہم ترین اڈے کو سخت خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ جو سٹالن گراڈ سے ایک سو میل کے اندر اندر ہے۔

لنڈن ۲۹ دسمبر۔ جرمن کنٹرول پیرس ریڈیو نے اعلان کیا ہے کہ برطانیہ کے وزیر خارجہ مسٹر ایڈن ماسکو گئے ہوئے ہیں۔ اور وہاں موسیو سٹالین اور موسیو مولوٹاف سے گفت و شنید کی۔ لنڈن سے سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے کہ یہ خبر بالکل بے بنیاد ہے۔

لنڈن ۲۹ دسمبر۔ امارت بحریہ نے رسمی طور پر اعلان کیا ہے کہ بحیرہ روم میں آبدوز کشتیوں نے دشمن کے دو ذخائر بردار جہازوں کو یقیناً اور ایک کو غالباً غرق کر دیا ہے۔

لزبن ۲۹ دسمبر۔ تین امریکی طیارے پرتگال میں بحالت مجبوری اترے ہیں۔ دو طیارے لزبن کے ہوائی میدان میں اترے اور تیسرا طیارہ سانتا سیرز میں اترا۔ طیارے اور طیارچی بالکل صحیح سلامت ہیں۔ حکام پرتگال نے ان کو نظر بند کر دیا ہے۔

ملبورن ۲۹ دسمبر۔ جنرل میک آرتھر کے ہیڈ کوارٹرز سے اعلان کیا گیا ہے کہ اتحادی طیاروں نے لیوا یا پر خوفناک بم باری کی۔ یہ حملہ روز روشن میں کیا۔ فیلورو (ڈیمور) پر بھی بمباری کی۔ ایک جاپانی طیارہ گرا لیا گیا۔

ملبورن ۲۹ دسمبر۔ جاپانی جنگی جہازوں نے نیو گنی کے ساحل کے قریب بونا کے گاؤں پر گولہ باری کی۔ لیکن کوئی نمایاں نقصان نہیں ہوا۔

لنڈن ۲۹ دسمبر۔ شمالی افریقہ کے اتحادی ہیڈ کوارٹرز سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ جنوبی حصے میں جرمن تازہ دم دستے لے آئے ہیں۔ کل ان کے جوابی حملوں میں ان تازہ دم دستوں نے بھی حصہ لیا۔

نئی دہلی ۲۹ دسمبر۔ حکومت ہند کے گندم کمشنر نے پنجاب سے گندم کی دس ہزار بوریاں دہلی منگوانے کا انتظام کر لیا ہے۔ اس سے دہلی کی مشکلات بہت حد تک آسان ہو جائیں گی۔

ماسکو ۲۹ دسمبر۔ ایک دیہاتی پادری الیگزنڈر ٹرانٹسکی نے ایک لاکھ روبل بدیں غرض حکومت روس کے حوالے کیا ہے کہ اس سے ٹینک اور طیارے تیار کئے جائیں۔ کامریڈ سٹالین نے اس عطیہ کو شکریہ کے ساتھ قبول کر لیا ہے اور پادری صاحب کو شکریہ کا خط بھی لکھا ہے۔ یہ پہلی مرتبہ ہے کہ سٹالین نے کسی پادری کو خط لکھا ہو۔

لنڈن ۲۹ دسمبر۔ شمالی افریقہ کے اتحادی ہیڈ کوارٹرز سے اعلان کیا گیا ہے کہ اتحادی طیاروں نے دشمن کے اگلے مورچوں پر زبردست بمباری کی۔ ۲۶ و ۲۷ دسمبر کی درمیانی شب کو ہمارے طیاروں نے دشمن کے مورچوں کے عقب میں دور دور تک سپلائی کے راستوں پر چھاپے مارے اور وزنی بم گرائے۔ بندرگاہ سوس پر زبردست بم باری کی گئی۔ سینکڑوں وزنی بم ڈک اور گوداموں اور جہازوں پر لگے۔ ہمارا کوئی طیارہ گم یا ضائع نہیں ہوا۔

زیورچ ۲۹ دسمبر۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ ۲۴ دسمبر کو برطانوی طیاروں نے نیپلز پر جو بمباری کی تھی اس سے شہر میں چھ سو آدمی ہلاک اور چار سو زخمی ہوئے۔ چند فیکٹریاں اور سینکڑوں مکانات تباہ ہو گئے۔

ڈھاکہ ۲۹ دسمبر۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ضوابط دفاع ہند کے ماتحت مقامی کاغذ فروشوں کو حکم دیا ہے کہ ان کے پاس کاغذ کا جو ذخیرہ موجود ہے اس کو تحریری اجازت حاصل کئے بغیر نہ بیچیں اور نہ منتقل کریں۔ خوردہ فروشوں کو زیادہ سے زیادہ دو کاغذ روزانہ دیدیا کریں اور ان کا باقاعدہ حساب رکھا کریں۔ اس حکم کی خلاف ورزی کرنے والے کو تین سال قید کی سزا دی جائیگی۔

لاہور ۲۹ دسمبر۔ سر سکندر حیات خان کی المناک موت کے بعد ان کی جانشینی کا سوال پنجاب کے سیاسی حلقوں میں بحث اور تگ و دو کا موضوع بنا ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں مختلف اصحاب کے نام لئے جا رہے ہیں اور دوڑ دھوپ بھی شروع ہو گئی ہے۔ ممبران جن کا اپنے اپنے حلقوں میں خاص اثر و رسوخ ہے۔ لاہور پہنچ گئے ہیں اور ایک طرح سے کنویسنگ کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ جن مختلف اصحاب کے نام لئے جا رہے ہیں۔ ان میں ایک نام سر فیروز خاں نون کا ہے۔ دوسرے سر سکندر حیات خان کے بڑے بھائی نواب سر لیاقت حیات خان کا جو اس وقت بھوپال گورنمنٹ کے مشیر ہیں۔ اور اب لاہور پہنچ گئے ہیں۔ تیسرے نواب سر محمد جمال خان لاگری ہیں جو ملتان ڈویژن کے اکثر ممبران کے لیڈر ہیں۔ چوتھے راجہ غضنفر علی ہیں۔ ان کا اپنا اور ان کے بھانجے نواب سر مہر شاہ کا ممبران میں بڑا رسوخ ہے۔ پانچویں میجر خضر حیات ٹوانہ وزیر پبلک ورکس (یا ان کے بزرگ نواب سر اللہ بخش ٹوانہ) ہیں۔ اس کے علاوہ نواب مظفر خاں اور سر محمد نواز کا نام بھی لیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ انہیں کوئی بہت زیادہ تائید اور حمایت حاصل نہیں ہے۔ جہاں تک سر فیروز خاں نون کا تعلق ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ وہ وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کو چھوڑ کر غیر یقینی حالات میں آنے کو تیار نہیں ہیں۔

نئی دہلی ۲۹ دسمبر۔ اس سے پیشتر اعلان کیا گیا تھا کہ انڈین سول سروس کا امتحان ۲ جنوری کو شروع ہو گا۔ مگر اب اسے دو ہفتوں کے لئے ملتوی کر دیا گیا ہے۔ امتحان سارے سنٹروں میں ۱۶ جنوری کو شروع ہو گا۔ جن امیدواروں کو کلکتہ کے سنٹر میں امتحان کے لئے بلایا گیا تھا۔ وہ الہ آباد سنٹر میں امتحان دے سکیں گے۔ کیونکہ کلکتہ کے سنٹر میں امتحان نہیں لیا جائے گا۔

واشنگٹن ۲۹ دسمبر۔ امریکہ کے وائس پریذیڈنٹ نے ایک تقریر براڈ کاسٹ کرتے ہوئے کہا کہ اتحادیوں کو دنیا بھر کے نمائندوں پر مشتمل ایک جنگی کونسل قائم کرنی چاہیئے۔ تاکہ جنگ کے بعد دنیا کے امن۔ اتحاد اور بھائی چارے کو زیادہ سے زیادہ تقویت پہنچائی جائے۔ جنگ کے بعد طاقتور حکومتوں کا فرض ہو گا کہ چھوٹی چھوٹی اور کمزور حکومتوں کی راہنمائی کریں۔ اور ان کی صنعت و حرفت کو ترقی دینے کے لئے سرمایہ بہم پہنچائیں۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر:۔ رحمت اللہ خان شاکر